Dr. Waseem Siddiqi
10/8th Road North
Ahmadi 61008
Kuwait
waseemsiddiqi@hotmail.com

عجب داستاں

موہن کی کار کشن گڑھ قصبے میں داخل ہو چکی تھی۔ اس کی نظریں اب کار کے شیشے سے نکل کر اِدھر اُدھر کی چیز کی متلاشی تھیں اور پھر اُس نے سڑک کے کنارے بنے ہوئے ایک ہوٹل کے سامنے گاڑی روک دی۔ آؤ روپا یہاں چائے پی لی جائے اور پھر ریڈیٹر میں پانی بھی ڈال لیں گے انجن بھی کافی گرم ہو گیا ہے اور تم کشن کے لیے دودھ بھی لے لینا۔ وہ گاڑی سے اُتر آیا اُس کی بیوی روپا بھی اپنے ۲ سال کے بچے کشن کو لیے گاڑی سے اُتر آئی مسلسل کئی گھنٹے سفر کی وجہ سے اُس کے چہرے پر تکان کے آثار صاف نظر آ رہے تھے۔ وہ پھر ہوٹل کے باہر پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی موہن گاڑی میں پانی ڈالنے لگا۔ اُسی وقت مغرب کی اذان کی آواز آنے لگی اور روپا نے سر پر ساڑی کا آنچل اچھی طرح ڈال لیا۔ یہ اُس کی آج کی نہیں بہت پرانی عادت تھی اُس وقت جب وہ آٹھویں کلاس میں پڑھتی تھی اور اُس کی سہیلی تھی نگہت جو کہ اُس کی پڑوسی بھی تھی۔ وہ نگہت کے یہاں کھیلنے جایا کرتی تھی جب کبھی بھی اذان کی آواز آتی تھی نگہت اُس کی امی اور چھوٹی بہن سب کے سب سر پر دوپٹہ ڈال لیا کرتی تھیں ان کی دیکھا دیکھی وہ بھی سر پر دوپٹہ ڈال لیتی تھی۔ اُس کے بعد نگہت کے ابا کا ٹرانسفر ہو گیا اور وہ سب کسی دوسرے شہر چلے گئے لیکن روپا کی اذان سنتے ہی سر پر آنچل ڈالنے کی عادت پڑ چکی تھی اُس کے گھر والوں اور ماں باپ نے بھی اُس کی اِس عادت کو نوٹ کیا تھا اُس کے باپ تو اُس کو اذان کے وقت سر پر دوپٹہ ڈالتے دیکھ کر صرف مسکرا کر رہ جاتے تھے لیکن اُس کی ماں جی تو کبھی اُس کی اِس حرکت کو تشویش سے دیکھتیں۔

کبھی سوچتی تھیں کہ چلو اچھا ہے۔ ہر وقت ڈائیں ڈائیں پھرا کرتی ہے۔ دوپٹہ کہاں جارہا ہے خود کہاں جارہی ہے کچھ ہوش ہی نہیں۔ کم از کم اذان کے وقت تو یہ دوپٹہ وغیرہ سے درست ہوکر کچھ مہذب ہوجاتی ہے اُس کے بعد اُس نے ہائی اسکول کیا، انٹر کیا، بی اے کیا اور پھر اُس کی شادی ہوگئی لیکن اُس کی اذان کے وقت سر پر دوپٹہ ڈالنے کی عادت نہیں چھوٹی۔ اُس کی اِس عادت کو شادی کے فوراً بعد ہی موہن نے نوٹ کیا۔ وہ بہت آزاد خیال تھا لیکن ایسا بھی کیا کہ پنڈت برج شنکر کی بہو اذان کے وقت باآدب ہوکر سر پر آنچل ڈال لے لیکن شادی کے بعد نیا نیا معاملہ تھا وہ اعتراض کر کے اپنی بیوی کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن جس دن اُس نے محسوس کیا کہ اُن کے معاملات پرانے ہوچکے ہیں اُس نے روپا کی اِس عادت پر سخت اعتراض کیا اور اُس دن دونوں میں خوب جم کر لڑائی ہوئی۔ روپا نے کہا ساڑی کا پلّو سر پر ڈالنے سے مسلمان تو نہیں ہوگئی۔ اور تم چلے اعتراض کرنے۔ جس نے سالوں سے مندر کی شکل نہیں دیکھی ہوگی۔ موہن نے سوچا واقعی اُس نے بہت غلط اعتراض کیا روپا تو بھگوان سے ڈرنے والی عورت ہے۔ اُس کے بعد سے پھر اُس نے روپا کی اُس عادت پر دوبارہ اعتراض نہیں کیا۔

ایک دن تو روپا کو بہت مزے دار تجربہ ہوا۔ وہ ایک پارٹی میں گئی تھی کافی عورتیں اکٹھا تھیں خوب شور شرابہ اور ہنگامہ تھا تب ہی پاس کی مسجد سے اذان کی آواز آنے لگی۔ دوسری طرف روپا بھی ٹائیں ٹائیں بولے جارہی تھی اذان کی آواز سنتے ہی وہ ایک دم خاموش ہوگئی اور سر پر آنچل ڈال لیا تب ہی ایک بوڑھی اُس کی طرف متوجہ ہوئیں۔ دیکھئے آپ ضرور کسی اچھے خاندان کی لڑکی ہیں۔ وہ بوڑھی پھر اُس کی طرف دیکھ کر بولیں بیٹی شادی شدہ ہو۔ اِس سے پہلے کہ روپا کوئی جواب دیتی وہ ٹٹولتی نظروں سے اُس کا معائنہ کر چکی تھیں بولیں ہاں شادی شدہ لگتی ہو کیا نام ہے تمہارے شوہر کا۔

جی۔ موہن' موہن کمار۔ روپا نے جواب دیا۔ اے ہے ناس لگائی اِس کو کوئی مسلمان لڑکا ہی نہیں جڑا۔ یا اللہ کیا زمانہ آگیا ہے کیسی کیسی شریف لڑکیاں بھٹک جاتی

ہیں بوڑھی اپنے گال پیٹتی ہوئی چلی گئیں اور روپا اُن کے جانے کے بعد کافی دیر تک ہنستی رہی۔ روپا نے سوچا بوڑھی کو کیسی غلط فہمی ہوئی وہ اُسے مسلمان سمجھتی رہیں۔

اذان ختم ہو چکی تھی اور روپا کا آنچل سر سے ڈھلک گیا تھا۔ ہوٹل والے لڑکے نے اُسے اور موہن کو چائے لاکر پکڑا دی تھی بھدی موٹی چائے کی پیالیوں کو دیکھ کر روپا نے منھ تو ضرور سکوڑا۔ لیکن پھر چائے پینے لگی اب روپا مسجد کے دروازے کے پاس دیکھ رہی تھی وہاں کئی عورتیں اپنی اپنی گود میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو لئے چلی آرہی تھیں اور وہیں کھڑی تھیں روپا سوچنے لگی کہ یہ عورتیں مسجد کے دروازے کے باہر کیوں جمع ہیں اور تھوڑی ہی دیر میں اُس پر یہ عقدہ کھل گیا۔ نماز ختم ہو چکی تھی۔ نمازی مسجد کے دروازے سے باہر نکلتے جارہے تھے اور اُن عورتوں کے گود میں لئے ہوئے بچوں پر دم کرتے جارہے تھے اچھا تو یہ عورتیں اِن بچوں کو پھنکوانے لاتیں ہیں۔ اِن عورتوں میں بڑے بڑے ٹیکے اور مانگ میں سندور سے صاف لگ رہا تھا کہ اُس کی ہم مذہب عورتیں بھی ہیں۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اِن ہندو عورتوں کا کیا عقیدہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کو مسلمان نمازیوں سے دم کرا رہی ہیں وہ کافی حیرت میں تھی اور آخر اُس نے ہوٹل والے سے پوچھ ہی لیا کہ یہ کیا چکر ہے۔ ہوٹل والے نے کہا کہ بی بی جی یہ اعتقاد کی بات ہے۔ یہاں تو روز ہی عورتوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے۔ یہ سبھی اپنے بچوں کو دم کروانے کے لئے لاتی ہیں۔ کبھی کبھی تو عورتوں کی لائین لگ جاتی ہے۔ کل ہی ایک عورت اپنی فی ایٹ کار میں بیٹھ کر آئی تھی۔ روپا نے مسجد کی طرف دیکھا۔ اب بھی اِکا دکا لوگ مسجد سے نکل رہے تھے۔ اُس نے سوچا اپنے کشن کو بھی پھنکوالے وہ کافی دبلا ہے اور بیمار بھی رہتا ہے لیکن پھر موہن اِس کو پسند نہیں کرے گا۔ یہ سوچ کر اُس نے اپنی خواہش کا گلا گھونٹ دیا۔

ہاں بھائی یہ ڈاک بنگلہ کس طرف ہے موہن ہوٹل والے سے پوچھ رہا تھا۔

موہن اور روپا ڈاک بنگلہ پہنچ گئے تھے۔ اچھی خاصی رات ہو چکی تھی۔ موہن جے پور میں منصف مجسٹریٹ تھا اُس کا تبادلہ کشن گڑھ ہو گیا تھا اور کل ہی اُس کو یہاں جوائن

کرنا تھا۔ سرکاری مکان ملنے میں کچھ وقت لگتا ہے اِس لئے اُس نے ڈاک بنگلہ کو ہی غنیمت جانا اور دوسرے ڈاک بنگلہ بھی کافی آرام دہ تھا۔ رات کا کھانا چوکیدار نے پکایا تھا اُس کے بعد دونوں سونے کے لیے لیٹ گئے لیکن دونوں میں سے کوئی بھی ٹھیک سے سو نہیں پایا۔ کیونکہ بھائی کشن بیچ بیچ میں چیخ مار کر اُٹھ پڑتے تھے۔ لگتا تھا شہر کی تبدیلی اُنہیں کچھ پسند نہیں آئی۔ صبح تڑکے ہی دونوں کشن کے رونے سے اٹھ گئے۔ اُسے اچھا خاصا بخار تھا اُنہوں نے چوکیدار سے شہر کے اچھے ڈاکٹر کے بارے میں پوچھا اور پھر وہ اور روپا دونوں کشن کو لے کر ڈاکٹر کے گھر گئے ڈاکٹر کو بھی صبح صبح اٹھنا پڑا لیکن اُس نے کشن کو بڑی توجہ سے دیکھا اُس کے لیے ڈھیروں دوائیاں لکھ دیں۔ دوا وغیرہ خرید کر وہ لوگ ڈاک بنگلہ واپس آ گئے۔

موہن کو گھر مل گیا' اُس نے جے پور سے اپنا سامان منگوالیا۔ اب وہ اور روپا ڈاک بنگلہ سے گھر میں شفٹ ہو گئے آج اُن کو کشن گڑھ میں آئے ہوئے آٹھ روز ہو رہے تھے لیکن کشن کی طبیعت ٹھیک ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ اِس بیچ میں وہ کئی ڈاکٹر بھی بدل چکے تھے اِس وقت وہ کشن کو لے کر ایک نئے ڈاکٹر کے پاس جا رہے تھے کہ راستے میں روپا کو وہی مسجد نظر آئی جس کے پاس اُن لوگوں نے پہلے دن چائے پی تھی اور جہاں مسجد کے باہر عورتیں اپنے بچوں کو پھونکوانے کے لئے کھڑی تھیں۔ روپا نے موہن سے کہا ذرا گاڑی روکئے۔ کیا ہے کہہ کر موہن نے گاڑی روک دی۔ وہ جو آپ مسجد دیکھ رہے ہیں روپا نے کہا وہاں نماز کے وقت بہت سی عورتیں میرا مطلب ہے ہندو عورتیں اپنے بچوں کو نمازیوں سے پھنکوانے آتی ہیں جس کی وجہ سے اُن کے بچے بیمار نہیں رہتے۔ میں سوچتی ہوں اپنے کشن کو بھی پھنکوالیں اِتنے دنوں سے تو علاج ہو رہا ہے بیچارا کتنا دبلا ہو گیا ہے۔

کیا بیوقوفی ہے یہ کہہ کر موہن نے ایک جھٹکے سے دوبارہ گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

اُن عورتوں کا عقیدہ کتنا کمزور ہوتا ہے' اُس نے سوچا۔

روپا نے سوچا موہن اُسے اِس بات کی اجازت بالکل نہیں دے گا اِس لیے وہ

کشن کو لے کرا کیلے ہی کسی بہانے آئے گی اور اُسے موقع مل ہی گیا۔ دوسرے روز موہن نے ڈرائیور سے گاڑی بھجوادی اور اُس سے کہلوایا کہ روپا گاڑی لے کر کشن کو ڈاکٹر کے یہاں دکھلا لائے اُسے آنے میں دیر ہوجائے گی۔

شام ہورہی تھی روپا نے کشن کو گاڑی میں بٹھایا اور سیدھے اُس مسجد کی طرف روانہ ہوگئی۔ ڈاکٹر کے یہاں جانے کا اُس نے ارادہ بالکل تبدیل کردیا تھا۔ جس وقت وہ مسجد کے پاس پہنچی نماز ختم ہوچکی تھی اور نمازی مسجد کے گیٹ سے باہر نکلنا شروع ہوگئے تھے۔ وہ کشن کو لے کر جلدی سے گاڑی سے اُتری اور تقریباً دوڑتی ہوئی عورتوں کی لائن میں لگ گئی۔ نمازی باہر نکلتے جاتے تھے اور سب ہی بچوں پر اور کشن پر بھی دم کرتے ہوئے نکلتے جاتے تھے۔ اُنہیں نمازیوں میں روپا کو ایک بھیانک شکل والا نظر آیا جس کے گلے میں بہت سی موٹے موٹے دانوں والی مالا پڑی ہوئی تھی۔ اُس نے روپا کو گھور کر دیکھا۔ پھر بولا جا تیرے بچے کو صحت دے دوں گا۔ روپا کو اُس آدمی کو دیکھ کر عجیب سی گھبراہٹ ہوئی۔ کیا گھور رہا تھا اُس نے سوچا۔ وہ ڈر گئی تھی اُس نے سوچ لیا تھا کہ اب وہ وہاں نہیں آئے گی۔ پھر وہ کشن کو لے کر جلدی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔ واپس پہنچی تب تک موہن لوٹ کر نہیں آیا تھا۔ تھوڑی دیر میں موہن بھی آ گیا۔ آتے ہی اُس نے پوچھا کہ ڈاکٹر کے یہاں ہو آئیں۔ ہاں ہو آئی۔ روپا نے مختصر سا جواب دیا۔ اُس روز کشن رات میں ایک بار بھی نہیں اٹھا اور صبح اُس کا بخار بھی کم تھا۔ اُس نے سوچا یہ ضرور اُس بھیانک ٹائپ کے آدمی کے دم کا اثر ہے۔ وہ بلاوجہ اُس کے بارے میں الٹے سیدھے خیالات لا رہی تھی اُس نے سوچ لیا وہ آج پھر مسجد جائے گی۔ شام کو جب موہن کورٹ سے آیا تو اس نے کہا چلو کشن کو دکھا آتے ہیں۔ روپا نے اُسے سمجھایا کہ وہ تھکا ہوا ہے منہ ہاتھ دھو کر وہ چائے پیئے۔ کچھ آرام کرے تب تک وہ کشن کو لے کر ڈاکٹر کو دکھا آئے گی۔

اب کی بھی وہ کشن کو لئے مسجد کے باہر عورتوں کی لائن میں کھڑی ہوگئی۔ اِس بار نمازیوں میں وہ بھیانک چہرے والا نظر نہیں آ رہا تھا پھر وہ کشن کو لے کر جیسے ہی گاڑی

اسٹارٹ کررہی تھی وہ نہ جانے کدھر سے نمودار ہو گیا۔ ارے ہم نے پھونکا ہی نہیں وہ کہہ رہا تھا روپا نے کشن کو اُس کے سامنے کر دیا اُس نے ایک زور کی پھونک ماری اتنی زور کی کہ روپا کے چہرے پہ گرے بال بھی کچھ اڑنے لگ گئے اور کشن بھی ڈر کر رونے لگا تھا۔

کیوں بچے کو کچھ فائدہ ہوا' وہ روپا سے پوچھ رہا تھا۔

جی ہاں بابا اب بخار کچھ کم ہوا۔ روپا نے جواب دیا۔

بابا کہتی ہو کیا میں بڈھا ہوں لاؤ پیسے نکالو۔ اُس نے روپا کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور روپا نے جلدی سے پرس کھول کو گھبراہٹ میں پتہ نہیں کتنے روپے اُسے پکڑا دیئے وہ آج، کل سے زیادہ ڈر گئی تھی اور اُس نے پھر ارادہ کر لیا تھا کہ اب وہ دوبارہ یہاں نہیں آئے گی لیکن جب دوسرے روز اُسے کشن کی طبیعت۔ پہلے سے اور بہتر لگی تو اُس نے دوبارہ وہاں جانے کی ہمت کر لی اُس نے سوچا ہوسکتا ہے پہنچے ہوئے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں اور آج جب روپا وہاں گئی تو اُس نے کہا دیکھو۔ کل فیصلہ ہونے والا ہے اگر مجھے جیل ہوگئی تو کل تمہارے بچے کو کون پھونکے گا۔ پھر وہ دوبارہ بیمار پڑ جائے گا اور مر بھی سکتا ہے۔ ہاہاہا کہہ دینا موہن بابو سے۔ داؤد خاں کا ذرا سوچ کر فیصلہ کریں پھر وہ وہاں سے چل دیا۔

اُس روز روپا کو رات بھر نیند نہیں آئی وہ چونک کر اٹھ بیٹھی اور پھر کشن پر نظر ڈالی۔ وہ بہت اطمینان سے سو رہا تھا۔ صبح کشن اب پہلے سے بہت بہتر نظر آ رہا تھا۔ موہن بولا یہ پانڈے تو اچھا ڈاکٹر ہے دیکھو تین روز میں کشن کتنا اچھا ہو گیا۔ کیا معلوم تھا ورنہ شروع سے کشن کو اُسی کو دکھاتے۔ یہ پانڈے کی وجہ سے نہیں ٹھیک ہوا بلکہ یہ تو مسجد والے بابا کا کمال ہے۔

کیا مطلب' موہن نے اُس سے پوچھا۔

مطلب یہ کہ تین روز سے ہم ڈاکٹر پانڈے کے یہاں گئے ہی نہیں۔ میں تو اسے مسجد پھنکوانے لے جاتی تھی اور یہ اُس بابا کی پھونک کا اَثر ہے جو کشن ٹھیک ہو رہا

ہے۔

اچھا موہن کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ واقعی ان تین دنوں میں کشن کی طبیعت کہیں بہتر ہوگئی تھی، کتنے روز کشن کو اور لے جاؤ گی بس چار روز۔ عورتیں بتاتی ہے ایک ہفتے میں بچے بالکل ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

ٹھیک ہے کل ہم بھی چلیں گے تمہارے ساتھ۔ روپا بہت فکر مند نظر آ رہی تھی پھر بولی آج تمہیں داؤد خان کو بری کرنا ہوگا۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔ تم داؤد خان کو کیسے جانتی ہو۔

ارے داؤد خان ہی تو مسجد والا بابا ہے جس کی پھونک سے کشن ٹھیک ہو رہا ہے اگر اسے سزا ہوگئی تو وہ پھر جیل چلا جائے گا پھر کشن کو کیا ہوگا۔

سنو روپا داؤد خان ظالم انسان ہے جس نے جائداد کے لئے اپنے سگے بھائی کا قتل کیا۔ اُس کو میں بری کر دوں اور ایسے ظالم آدمی کی پھونک کا کچھ اثر ہوگا۔ روپا تم پاگل ہوگئی ہو داؤد خاں کا فیصلہ لکھا جا چکا ہے اور اُسے میں نہیں بدلوں گا اور اب اِس سلسلہ میں میں کچھ نہیں سننا چاہتا، موہن ایک جھٹکا سے کھڑا ہو گیا۔

دوسرے روز موہن نے اپنے فیصلہ میں داؤد خاں کے لیے پھانسی کا حکم سنا دیا۔

اس روز روپا مسجد نہیں گئی تھی اب کیا کرتی جا کر۔ مسجد والا بابا یعنی داؤد خاں تو جیل میں ہوگا۔ کئی روز بیت گئے۔ وہ مسجد نہیں گئی ایک عجیب وغریب بات یہ ہوئی کہ کشن کی طبیعت پھر خراب ہونے لگی۔ ڈاکٹر پانڈے کا علاج پھر شروع ہو گیا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ موہن سوچنے لگا کیا واقعی داؤد خاں جیسے سفاک آدمی کی پھونک اور دعاؤں میں کچھ اثر تھا۔ میرا کشن تو اِن تین دنوں میں بالکل ہی ٹھیک ہو گیا تھا۔ نہیں ہو ہی نہیں سکتا بالکل غلط۔ اُس نے اپنے دل کو سمجھایا۔ وہ تو ظالم تھا ایک مجرم تھا اُس کی پھونک میں کیا اثر ہوگا۔ روپا آج ہم کشن کو لے کر اُس مسجد میں چلیں گے۔

کیا فائدہ۔ بابا تو جیل میں ہیں۔

لیکن پھر بھی ہم مسجد چلیں گے۔

شام کو وہ دونوں کشن کو لے کر مسجد چلے گئے۔ موہن گاڑی میں بیٹھا رہا اور روپا کشن کو لے کر مسجد کے باہر کھڑی ہوگئی۔ نماز ختم ہوگئی نمازی باہر نکلتے جاتے تھے اور سب بچوں کے ساتھ ساتھ کشن کو بھی پھونکتے جاتے تھے۔

اب موہن اور روپا کشن کو لے کر روز ہی مسجد آتے تھے۔ آج تیسرا روز تھا اور کشن کی طبیعت بہت حد تک ٹھیک ہوگئی تھی ایک ہفتہ میں کشن بالکل بھلا چنگا ہوگیا تھا اور پہلے کی طرح قلقاریاں مارنے لگا تھا۔ روپا، ڈارلنگ موہن نے کہا اِن نمازیوں میں ضرور کوئی نہ کوئی پہنچے ہوئے ہوں گے اُن ہی کی دعاؤں کے اثر سے ہمارا کشن ٹھیک ہوا ہے۔

ہاں یہی بات ہے روپا نے کہا۔

موہن بولا اور یہ کمبخت داؤد خاں خواہ مخواہ سارا کریڈٹ خود لئے جارہا تھا۔

ہاں کتنا ڈراونا تھا۔ روپا جیسے سہم گئی کب لٹکے گا پھانسی پر وہ بڑبڑائی۔

OOO

ایک روز موہن اُس مسجد کے سامنے سے گزر رہا تھا' جمعہ کا دن تھا اور مسجد کے آنگن میں چلچلاتی دھوپ میں نمازی بیٹھے ہوئے تھے۔ موہن نے سوچا کتنی تکلیف میں یہ لوگ بیٹھے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا جو آنگن میں شامیانہ لگا ہوتا۔ کتنی سخت دھوپ ہے۔

شام کو وہ مخدوم صاحب کے یہاں گیا۔ مخدوم صاحب مچھلیوں کے ٹھیکے لیتے تھے۔ وہیں ان کے مکان کے نزدیک ہی رہتے تھے۔ سارے ہی بڑے بڑے افسروں کے یہاں وہ مچھلی پہنچایا کرتے تھے۔ کہیں تڑپتی ہوئی زندہ تو کہیں شوربہ میں ڈبا ڈب۔

مخدوم صاحب آپ کم سے کم جمعہ کی نماز تو پڑھتے ہی ہوں گے۔ جی ہاں بالکل بجا فرمایا۔

وہ وہیں ٹلو کا جو ہوٹل ہے اُس کے پاس والی مسجد میں۔

جی ہاں بالکل۔آج آپ جمعہ پڑھنے گئے تھے۔

جی ہاں گئے تھے۔

اندر جگہ مل گئی تھی یا آپ نے دھوپ میں نماز پڑھی۔

جی جناب ہمیشہ عین وقت پر پہنچنے والے کو اندر جگہ کہاں ملتی ہے جناب سوچ لیجئے کھوپڑی چٹخ گئی اور پھر گرم گرم فرش پر جھلستے رہے۔

جمعہ کو باہر شامیانہ کیوں نہیں لگوا لیتے۔جی شامیانہ کا کرایہ دو سو روپے روز کا ہوتا ہے کہاں سے آئے گا۔چندہ کے نام سے دم نکلتا ہے لوگوں کا۔ ہر جمعہ کو نمازیوں کے صف میں جو مؤذن صاحب کھلا ڈبہ ہلایا کرتے ہیں اور سب دم سادھے بیٹھے رہتے ہیں اور اگر کسی نے دس پیسہ بھی ڈال دیے تو اتنی زور سے کھٹاک سے ڈالے گا کہ مانو اٹھنی کا گمان ہو۔اب بتایئے کہاں سے اِتنا روپیہ جمع ہو پائے گا کہ ہر جمعہ کو شامیانہ لگ سکے۔موہن بولا مخدوم صاحب میرا کشن اِس مسجد کے نمازیوں کی دعاؤں سے ٹھیک ہوا ہے یہ ایک ہزار روپیہ حاضر ہے۔آپ اپنی طرف سے اُسے مسجد کے ڈبے میں ڈال دیں۔کم ازکم پانچ جمعہ تک تو مسجد میں شامیانہ لگ ہی سکتا ہے اور اس کے بعد تو بارش کا موسم شروع ہو جائے گا۔جس سے گرمی کا اثر بھی کم ہو جائے گا۔

جی یہ تو آپ بہت ثواب کا کام کر رہے ہیں۔ بڑا پونیہ کا کام ہے۔مخدوم صاحب نے ہندی جھاڑ دی۔

موہن نے انہیں ایک ہزار روپے دیئے اور کہا کہ وہ آج ہی روپیہ مسجد کے ڈبہ میں ڈال آئیں اور جمعہ کا انتظار نہ کریں اس سے یہ ہوگا کہ اگلے جمعہ سے شامیانہ لگنا شروع ہو جائے گا۔موہن کے چلے جانے کے بعد مخدوم صاحب اپنی بیگم سے بولے دیکھو تو کتنا بھلا آدمی ہے ہندو ہو کر مسجد کے لئے پیسہ دے گیا۔

دوسرے دن صبح مخدوم صاحب ایک ہزار روپے جیب میں ڈال کر مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔مسجد کے مؤذن صاحب انہیں مسجد کے برآمدے میں ٹہلتے ہوئے مل گئے۔

ارے بھائی مخدوم صاحب خیریت تو آج جمعہ نہیں ہے کیسے بھول پڑے۔

جی جناب۔ ملا جی جمعہ کی نماز میں دھوپ میں نمازیوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اس لئے چندہ کے ڈبے میں روپیہ ڈالنے آیا ہوں کہ کم از کم اگلے جمعہ سے تو شامیانہ لگ جائے۔

واہ جناب بڑے نیک ارادے ہیں۔ ضرور پیسے ڈالئے لیکن شامیانہ لگنے کا انتظام ہوگیا کرایہ کا شامیانہ نہیں۔ بلکہ احمد بھائی نگینہ والے نے پورا شامیانہ ہی خرید کر مسجد کو دے دیا ہے۔ وہ تو روپیہ دے رہے تھے لیکن میں نے کہا نہیں آپ شامیانہ ہی خرید کر دے دیں۔ کتنے دیندار آدمی ہیں کتنے حوصلے کے۔ اللہ ان کو بھی ترقی دے۔ ملا جی احمد بھائی نگینہ والے کو ڈھیروں دعائیں دینے لگے۔

مخدوم صاحب بولے اجی انتظام ہوگیا یعنی کہ واقعی ہوگیا۔ واہ ماشاءاللہ یعنی کہ اگلے جمعہ سے شامیانہ لگنا شروع ہوجائے گا۔ واہ واہ کتنا ہمت والا آدمی ہے یہ احمد بھائی۔ مخدوم صاحب مسجد میں ایک طرف کونے میں رکھے ہوئے چندہ کے ڈبے کی طرف پہنچ گئے اُنہوں نے ایک ہزار روپئے نکال کر دوبارہ گنے اور اس کی چار پانچ تہ کیں کہ وہ آسانی سے ڈبہ میں چلا جائے۔ شامیانے کا انتظام تو ہوگیا اب ان پیسوں کا کیا ہوگا اُنہوں نے سوچا۔ اُن کے دل و دماغ میں کشمکش شروع ہوگئی۔ مسجد کے پچاسوں کام رہتے ہیں پتائی مرمت یہ اس میں کام آسکتے ہیں لیکن اب اس ملا کا کیا بھروسہ۔ ہوسکتا ہے کہ یہ روپیہ اُس کی جیب میں جائے۔ نہیں ملا جی بہت ایماندار آدمی ہے اُس کے بارے میں ایسا سوچنا بڑا غلط ہے۔ غلط کچھ نہیں۔ نیت کا کوئی بھروسہ نہیں۔ نیت بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی اُنہوں نے اپنی خشخشی داڑھی کھجلاتے ہوئے سوچا پھر دوسری جیب سے ایک کڑکڑاتا ہوا دس روپیہ کا نوٹ نکال کر ڈبہ میں ڈال دیا۔ مخدوم صاحب آخر آپ کتنے روپے ڈال رہے ہیں جو اَب تک ختم ہونے کو نہیں آتے۔ ملا جی نے انہیں آواز لگائی۔ اجی بس آیا مخدوم صاحب نے ایک ہزار روپے اپنی جیب میں دوبارہ ڈال لئے۔

O O O